خطبہ جمعہ

بتاریخ 8 ربیع الاول 1448ھ بمطابق 21 اگست 2026ء

مِنَ الْآدَابِ الشَّرْعِيَّةِ

اسلامی آداب

الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، وَأَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقًا، وَأَدَّبَ عِبَادَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهُمْ، وَجَعَلَ هَذَا الدِّينَ شَرِيعَةً كَامِلَةً، لَا تَدَعُ شَأْنًا مِنْ شُؤُونِ الحَيَاةِ إِلَّا ضَبَطَتْهُ، وَلَا خُلُقًا أَوْ طَبْعًا إِلَّا هَذَّبَتْهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، المَبْعُوثُ بِمَكَارِمِ الأَخْلَاقِ، وَالمُرَبِّي عَلَى دَقَائِقِ الآدَابِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.أَمَّا بَعْدُ:

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ قومیں اپنے اموال کی کثرت سے نہیں جانی جاتیں، اور نہ ہی اپنی عالیشان اور فلک بوس عمارتوں کی وجہ سے پہچانی جاتی ہیں، بلکہ وہ اپنے اخلاق اور آداب کی وجہ سے جانی جاتی ہیں۔

إِنَّمَا الأُمَمُ الأَخْلَاقُ مَا بَقِيَتْ … فَإِنْ هُمُ ذَهَبَتْ أَخْلَاقُهُمْ ذَهَبُوا

"قومیں اخلاق ہی کے دم سے قائم رہتی ہیں، جب ان کے اخلاق مٹ جائیں تو وہ خود بھی مٹ جاتی ہیں۔"

چنانچہ انسان کا رویہ اس کے دل کا آئینہ دار ہوتا ہے، اور اس کا ذوق و شعور اس بات کا ترجمان ہوتا ہے جو اس کے ضمیر میں چھپی ہوئی ہے۔ {وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ} [البقرة: 281].

" اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جائے گا۔"

اے مسلمانو! اس دین کی سب سے حیرت انگیز خصوصیت یہ ہے کہ اس نے صرف بڑے بڑے مسائل کی اصلاح پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ وہ عادات کے مخفی گوشوں اور روزمرہ کے باریک رویوں تک میں اترا ہے، اور انہیں اس خوبصورتی

سے سنوارا ہے کہ ایک مسلمان کی پوری زندگی سراپا ادب بن گئی ہے: اس کی عبادتوں میں، اس کے معاملات میں، اس کی گفتار میں، اس کے کھانے میں، اس کے سونے میں، یہاں تک کہ بیت الخلاء جانے اور قضائے حاجت کے آداب میں بھی۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (مجھ سے) کہا: "میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے صاحب (یعنی نبی کریم ﷺ) تمہیں ہر بات سکھاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ تمہیں یہ بھی سکھاتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی رفع حاجت کے لیے جائے (تو کیا کرے)!" میں نے کہا:

نَعَمْ، أَجَلْ، وَلَوْ سَخِرْتَ، إِنَّهُ لَيُعَلِّمُنَا كَيْفَ يَأْتِي أَحَدُنَا الغَائِطَ، وَإِنَّهُ: «يَنْهَانَا أَنْ يَسْتَقْبِلَ أَحَدُنَا القِبْلَةَ وَأَنْ يَسْتَدْبِرَهَا، وَأَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ، وَأَنْ يَتَمَسَّحَ أَحَدُنَا بِرَجِيعٍ وَلَا عَظْمٍ، وَأَنْ يَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ» [رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهُ].

"ہاں، بالکل، چاہے تم مذاق اڑاؤ! بلاشبہ وہ ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی کیسے رفع حاجت کے لیے جائے، اور وہ ہمیں منع فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی قبلہ کی طرف منہ کرے یا اس کی طرف پیٹھ کرے، اور اس بات سے بھی منع فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے، اور اس بات سے بھی کہ کوئی گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے، اور اس بات سے بھی کہ تین پتھروں سے کم پر استنجا کیا جائے۔" (اس حدیث کو امام مسلم اور امام احمد نے روایت کیا ہے، البتہ حدیث کے الفاظ مسند احمد کے ہیں)۔

یہ وہ دین ہے جو آپ کو بیٹھنے کا سلیقہ سکھاتا ہے، بات کرنے کا ڈھنگ سکھاتا ہے، بلکہ آپ کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ کیسے چھینکنا چاہیے اور کیسے انگڑائی لینی چاہیے، اور یہ کہ انتہائی معمولی حالات میں بھی دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے کیسے بچنا چاہیے! اس ہمہ گیر جامعیت کے بعد اور کون سی جامعیت ہوگی؟ اور اس تربیت سے زیادہ بلیغ کون سی تربیت ہو سکتی ہے؟

اے اللہ کے بندو! اسلام میں ادب کوئی بناوٹی یا دکھاوے کی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسی پوشیدہ عبادت ہے جس سے انسانوں کے اخلاق اور ظرف کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو شخص ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا ہے، وہ اس بات کی

دلیل ہے کہ اس کا دل زندہ ہے، اس کا نفس ہلکا پھلکا اور اس کی طبعیت پاکیزہ ہے۔ اور جو انسان ان کی پروا نہیں کرتا، وہ اپنے دل کی غفلت اور اپنی فطرت کے روکھے پن کو ظاہر کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت روزمرہ کی عادات کو سنوارنے اور ہمارے روزمرہ کے رویوں کو بہتر بنانے کے لیے آئی ہے۔

انہی آداب میں سے ایک اہم ادب "چھینک کا ادب" ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ العُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ، فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ» [رَوَاهُ البُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ]. "بے شک اللہ تعالی چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، لہذا جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے، تو ہر اس مسلمان کا جو اسے سنے، یہ حق ہے کہ وہ اسے جواب میں 'یرحمک اللہ' کہے۔" (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

ذرا غور کیجیے کہ اسلام نے چھینک کو کیسا ذکر بنا دیا ہے، اور اس پر لوگوں کے باہمی تعلق اور رحمت کو مرتب کیا ہے! چھینکنے والا کہتا ہے: الحَمْدُ لِلَّهِ "ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔" اور اس کا بھائی اسے جواب میں کہتا ہے: يَرْحَمُكَ اللهُ "اللہ آپ پر رحم فرمائے۔" جس کے جواب میں وہ کہتا ہے: يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ "اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کے معاملات کو درست کر دے۔" یہ چند آسان کلمات ہیں، لیکن یہ آپس میں محبت کی بنیاد رکھتے ہیں اور الفت کو پروان چڑھاتے ہیں۔

اس ضمن کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ انسان دوسروں کو اپنی تکلیف سے بچائے، چنانچہ چھینکتے وقت وہ اپنی آواز کو پست کرے اور اپنے منہ کو ڈھانپ لے۔ کیونکہ «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ، وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ» [رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

"نبی کریم ﷺ جب چھینکتے تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بھی دھیما کر لیتے تھے۔" (اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

اے ایمان والے بھائیو! انہی آداب میں سے ایک ادب "جمائی کا ادب" بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ» [رَوَاهُ البُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ]. "جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ جہاں تک ہو سکے اسے دبائے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی منہ کھول کر 'ہا' کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔" (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

جمائی کو شیطان کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا ہے کیونکہ یہ سستی، بھاری پن اور کاہلی کی غمازی کرتی ہے، اس کے برعکس چھینک جسے اللہ تعالی پسند کرتا ہے، وہ عموماً چستی، نشاط اور توانائی کی علامت ہوتی ہے۔ لہذا مسلمان کے لیے مستحب ہے کہ وہ جمائی کے اسباب کو دور کرے اور اس کے ساتھ ایسے طریقے سے پیش آئے جو اس کے وقار کو برقرار رکھے اور اس کی ہیئت کو خراب نہ ہونے دے۔

آدابِ معاشرت میں ایک باریک نکتہ ڈکار کا ادب بھی ہے۔ ڈکار دراصل ہوا کی وہ آواز ہے جو معدے سے منہ کے راستے باہر نکلتی ہے، اور زیادہ تر پیٹ بھر جانے پر پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص جان بوجھ کر اس ناپسندیدہ آواز کو نکالتا ہے اور اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا، تو اس سے دوسروں کو واقعی بڑی اذیت ہوتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ» [رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ الأَلْبَانِيُّ] ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس ڈکار لی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم سے اپنی ڈکار کو روکو۔" (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے)۔

دراصل آپ ﷺ نے اس کے ذریعے اخلاق کی درستگی اور عادت کی اصلاح دونوں کو یکجا فرما دیا۔ کیونکہ ڈکار سے منع کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اس کے بنیادی سبب یعنی پیٹ بھر کر کھانے سے بچے۔ چنانچہ حضرت مِقْدَام بن مَعْدِي كَرِب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَا مَلَأَ

آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ» [رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ].

"آدمی نے کوئی ایسا برتن نہیں بھرا جو پیٹ سے زیادہ برا ہو۔ ابن آدم کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں، اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہی ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے ہونا چاہیے۔" (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

اور عرب کہا کرتے تھے: إِذَا امْتَلَأَتِ المَعِدَةُ خَمَدَتِ الفِكْرَةُ "جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکری صلاحیت سست پڑ جاتی ہے۔ "

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فَاسْتَغْفِرُوهُ وَتُوبُوا إِلَيْهِ؛ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

دوسرا خطبہ

الحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

اما بعد! اے اللہ کے بندو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور ظاہر و باطن میں اس بات کا دھیان رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، اور جان لو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

اے بابرکت لوگو! جب اسلام نے عام حالات میں بھی ان رویوں اور آداب کی تربیت دی ہے، تو اللہ کے گھروں یعنی مساجد میں ان کا خیال رکھنا اور بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے؛ کیونکہ مساجد کا اپنا ایک تقدس اور احترام ہے، اور ان کی توقیر و تعظیم کا ایک خاص حق ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ (36) رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ } (النور: ٣٦ – ٣٧)

"ان گھروں میں جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔"(النور: 36-37)۔

ہم مساجد میں اکثر ایسی ناگوار چیزیں دیکھتے ہیں جن پر کسی کی توجہ ہی نہیں جاتی! مثلاً چھینکنا، جمائی لینا اور ڈکارنا، بغیر کسی پردے کے اور بغیر آواز دھیمی کیے۔ حالانکہ مساجد تو وہ مقدس مقامات ہیں جہاں جسم کو پرسکون اور دلوں کو خشوع وخضوع سے سرشار ہونا چاہیے۔ کیا عقل یہ تسلیم کرتی ہے کہ عام لوگوں کی بیٹھکوں میں تو آداب کا پورا خیال رکھا جائے، اور ربِ کائنات کے گھر میں اس سے غفلت برتی جائے؟!

عزیزانِ ملت! مسجد کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ہر اس چیز سے بچایا جائے جو ناگواری کا باعث بنے، اور عبادت کے سکون وتقدس کو متاثر کرنے والی ہر بات سے اسے محفوظ رکھا جائے۔ جب شریعت نے مسجد کے اندر تلاوت قرآن کے وقت بھی آواز بلند کرنے سے منع کیا ہے، تو پھر ان ناپسندیدہ حرکات کے ذریعے شور مچانے کا کیا عالم ہوگا!

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ» [رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ الأَلْبَانِيُّ]

"خبردار! تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے، لہذا تم میں سے کوئی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائے، اور قرات کرنے میں بھی تم میں سے کوئی دوسرے پر آواز بلند نہ کرے۔"(اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "(ایک دن) میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے! انہوں نے فرمایا: جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان دونوں کو لے کر ان کے پاس حاضر ہوا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم

دونوں کون ہو؟ یا کہاں کے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ !) [رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ].

"اگر تم دونوں اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا (یا تمہاری اچھی طرح خبر لیتا)، کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو!" (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)۔

اے اللہ کے بندو! اس طرح کی چیزوں میں بھی ادب کا لحاظ رکھنا اچھے اخلاق اور زندہ ضمیر کی نشانی ہے۔ سچا مومن صرف اپنے بارے میں نہیں سوچتا، بلکہ وہ اپنے آس پاس کے لوگوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور ہر اس چیز سے پرہیز کرتا ہے جو انہیں تکلیف دے، چاہے وہ کتنی ہی معمولی بات کیوں نہ ہو۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ» [رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ].

"سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔" (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اور جس طرح زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف دینا منع ہے، اسی طرح ہر اس حرکت سے اذیت دینا بھی منع ہے جو نفرت اور ناگواری کا سبب بنے۔ لہذا ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود کو سدھارے، دوسروں کو اچھے اخلاق اور سلیقے کی دعوت دے، اور اپنے آپ کو ان خوبصورت آداب کا پابند بنائے۔

اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَأَذِلَّ الشِّرْكَ وَالْمُشْرِكِينَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، الأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالأَمْوَاتِ، وَوَفِّقِ - اللَّهُمَّ - أَمِيرَنَا وَوَلِيَّ عَهْدِهِ لِهُدَاكَ، وَاجْعَلْ أَعْمَالَهُمَا فِي طَاعَتِكَ وَرِضَاكَ، وَاجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا مُطْمَئِنًّا سَخَاءً رَخَاءً، دَارَ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ، وَسَائِرَ بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ.

اے اللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما، اور شرک اور مشرکوں کو ذلیل کر۔ اے اللہ ! تمام مسلمان مردوں اور عورتوں، اور مومن مردوں اور عورتوں، جو زندہ ہیں اور جو فوت ہو چکے ہیں، سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ! ہمارے امیر اور ان کے ولی عہد کو اپنی ہدایت کے مطابق توفیق عطا فرما، اور ان کے تمام کاموں کو اپنی اطاعت اور رضا کے مطابق بنا دے۔ اور اس ملک کو، اور مسلمانوں کے تمام دیگر ممالک کو امن و سکون، فراوانی، خوشحالی اور امن و ایمان کا گہوارہ بنا دے۔

خطبات جمعہ تیار کرنے والی کمیٹی